فکرِ ولی اللّٰہی کا تاریخی تسلسل

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

www.rahimia.org

ابتدائیہ

آج ہم جس عہد میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس میں ایک طرف صنعت و ہنر نے رنگ بھرا ہے تو دوسری طرف معاشی عدل اور سماجی مساوات اور قومی جمہوریت کے نظریات نے اپنی اہمیت منوائی ہے ہمارا ملک اور ہماری ملت طویل تر غلامی کے سبب وہی کچھ سوچنے اور کرنے کے عادی ہو چکے ہیں جو اسے اس کے آقا چاہتے آئے ہیں چنانچہ عدل مساوات اور جمہوریت کے اعلیٰ تصورات کی جب بات ہوتی ہے تو فکری اور عملی طور پر ان کا تعلق یورپ سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس طرح ایشیا و افریقہ کو طفل مکتب سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور پھر جب ان عمرانی نظریات کو قرآن حکیم اور سنت نبویہ تاریخ اسلام فقہ اسلامی اور تصوف کے تناظر میں پیش کرنے کی کوئی حقیقت پسندانہ جرأت کر بیٹھے تو اسے بڑی عجیب نظروں سے جانچا اور پرکھا جاتا ہے گویا یہ اس حوالے سے اسلام کا دور غربت اور عہد اجنبیت ہے کہ اس کے پیش کردہ اعلیٰ افکار جو عمل کی بہترین کسوٹی پر پورے اتر چکے ہیں اور اب بھی اپنی عملیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ متوازن حیثیت رکھتے ہیں دین سے بے بہرہ معاشروں اور ان کے مفکرین کی جھولی میں ڈال دیئے گئے ہیں۔

یوں تو تاریخ اسلام کا ہر عہد اپنے گرد و پیش کے تناظر میں مستقل افادی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے دامن میں فکر و شعور رکھنے والی شخصیات کا ایک حسین انتخاب موجود ہے جنھوں نے اپنے زمانے کے تقاضوں کو قرآن و سنت اور عمل جماعت صحابہ پر پرکھ کر نہ صرف انسانی ذہنوں کو جلا بخشی بلکہ اپنے فکری و عملی جد و جہد کے ذریعے اسلام کو ہر دور میں ایک جدید ترین حقیقت ثابت کرتے رہے لیکن دور حاضر جو شعوری اجتماعیت کا دور ہے کی حکیمانہ رہنمائی کے لیئے اللہ تعالیٰ نے جس کو منتخب کیا ہے وہ امام شاہ ولی اللہ دھلوی کا نام نامی رکھتی ہے جنھوں نے تعلیمات اسلام کو دورِ حاضر کی

www.rahimia.org

اجتماعی نفسیات کو مدِ نظر رکھ کر اس انداز سے پیش کیا ہے کہ اگر ان افکار کو آغاز میں ہی پریس کی طاقت حاصل ہو جاتی تو یورپ کے بونے مفکرین کو نے کھدروں میں تحلیل ہو گئے ہوتے
اور دنیا یورپ کی غلامی کے جوئے سے بچ جاتی اور اس طرح اسلام کے اعلیٰ سماجی معاشی سیاسی اور اخلاقی اقدار کا بول بالا ہوتا شاہ صاحبؒ کی یہ عبقریت کسی ''مدرسی'' ذہن کی خیالی ایجاد نہیں ورنہ آج یورپ کے تحقیقی اداروں میں ان پر تحقیق کے لیے رقومات مختص نہ کی جائیں اور ایشیا بالخصوص پاکستان میں ہر مذہبی گروہ کی تان ان کے نام پر نہ ٹوٹتی بلکہ آلہ کار مذہبی جماعتیں تو تسلسل کے ساتھ شاہ صاحبؒ کے نام کا اسی طرح استحصال کر رہی ہیں جیسے وہ اسلام کے ساتھ مشق ستم روا رکھتی ہیں شاہ صاحبؒ کے نام پر دھوکہ دہی کی ان گردہی وارداتوں کے سدباب کے لیے ضروری ہے کہ ان کے افکار کو مسلمہ تاریخی تسلسل کے ذریعے سمجھا اور جانا جائے زیر نظر مقالہ میں اسی تاریخی تسلسل کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور مقالہ کی اہمیت کیلیے یہی امر کافی ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے قلم سے زینت قرطاس بنا ہے جن کو ممتاز علمی وسیاسی اور جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد میاںؒ نے بجا طور پر حکمت ولی اللہی کا نکتہ شناس قرار دیا ہے اور اپنی کتاب تحریک شیخ الہند کی دستاویزی اہمیت کے پیش نظر اس مقالہ کو اس کا پیش لفظ بنایا ہے اور قارئین کو مطالعہ کے لیے یہ کہہ کر دعوت دی ہے

داستان عہد گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تر می گوید این افسانہ را

اس مقالہ کی مستقل اشاعت کی سعادت شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کو حاصل ہوئی ہے ہمیں اُمید ہے یہ مقالہ شعوری دریچے وا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا اور حکمت ولی اللہی کے فروغ کے لئے فاؤنڈیشن سے تعاون کا پیش خیمہ بھی۔ (چیئرمین)

www.rahima.org

ولی اللّٰہی فکر کا تاریخی تسلسل

ہمارے دوست عام طور پر جانتے ہیں کہ جب سے ہم ہند میں واپس آئے ہم نے کسی سیاسی جماعت سے پورے اشتراک کا کبھی ارادہ نہیں کیا، بلکہ ایک ایسے فکر کی دعوت دیتے رہے جو ملک کی عام ذہنیت سے بہت دور ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ جو پارٹی امام ولی اللہ کی فلاسفی پر بنے گی وہی ہماری وطنی ملّی ضرورتیں پوری کرے گی ہمارا یہ فکر اور زمانے کی وہ فضا کہ اہل علم بھی نہیں جانتے کہ امام ولی اللہؒ واقعی فلاسفر تھے یا انہوں نے کوئی ایسا سیاسی تخیل پیدا کیا ہے جو آج جمہور کے ترقی کن طبقہ کے مزاج سے سازگار ہو سکتا ہے۔

آخر میں مفکرین کا ایک خاص طبقہ سنجیدگی سے ادھر متوجہ ہوا، وہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ ہند جیسے براعظم میں اگر ایک ایسی سوسائٹی جو خاص فکر لے کر پیدا ہوتی ہے اور تخمیناً سات سو سال کی جدوجہد سے اپنے لیے عالمگیر ترقی کا پروگرام بنالیتی ہے کیا اس عظیم الشان جماعت کی تمام ضرورتیں کسی ایسی نیشنل پارٹی کی تشکیل سے پوری ہو سکتی ہیں جو امام ولی اللہ کے فلسفہ اور سیاست سے اساسی تعلق رکھتی ہو؟

ان کے افکار میں ہلکا سا تموج پیدا کرنے کیلئے ہم نے پہلے امام ولی اللہؒ کی حکمت کا اجمالی تعارف کرایا، اس کے بعد ان کی سیاست کا۔ ہم امام ولی اللہؒ کو الٰہیات میں اور اقتصادیات میں ایک مستقل امام فرض کر کے مضامین لکھتے ہیں۔

پہلے رسالہ میں بھی اگرچہ بعض خیالات نئے تھے مگر انہیں ناقابلِ برداشت نہیں سمجھا گیا، البتہ

www.rahimia.org

دوسرے رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں مختلف جماعتوں کے لیے مزاحمت کا کافی سامان موجود ہے۔ جس قدر احزاب پہلے سے امام ولی اللہؒ کی طرف منسوب ہیں، یا جس قدر جماعتیں ان کی مخالف تحریکوں کو چلاتی ہیں اور اپنے تفوق کا دعویٰ بھی رکھتی ہیں، ان کے افکار سے اس رسالہ میں تعرض نہ کرنا ممکن ہی نہ تھا اس لیے نسبتہً اس پر زیادہ توجہ ہو رہی ہے۔

ہمارے بعض دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ اسی سیاسی رسالہ میں بہت سے نئے خیالات ہیں ہم جلدی نہ کریں، اہل علم کو سوچنے کا موقع دیں۔ اس لیے سال بھر ہم خاموش رہے۔ اِس عرصہ میں ہم نے ایک نیا رسالہ مرتب کیا ہے جس میں امام ولی اللہؒ کی تصانیف سے مختلف فوائد بغیر کسی حاشیہ آرائی کے جمع کر دیے ہیں اس کے شائع ہونے پر اہل علم کیلیے غور کرنے میں آسانی ہوگی، لیکن بعض عزیز دوستوں کا تقاضا ہے کہ ہم اِس موضوع پر ایک مقالہ ضرور لکھیں جس سے بعض غلط فہمیاں دور ہو جائیں گیں اس لیے مناظرہ مجادلہ سے بچ کر اپنے مطالب کی توضیح کیلیے ہم نے یہ تبصرہ تیار کر دیا ہے، اگر اس طرح ہم بعض دوستوں کے ذہنی انتشار کو کم کر سکتے ہیں تو ہم اِسے خدا کا خاص فضل سمجھیں گے۔ واللہ المستعان۔

حکیم الہند امام ولی اللہ دہلویؒ

(ا) چونکہ عقلی اجتماعی اصول پر تاریخ ہند کا مطالعہ کرنے میں، ہم کسی مورّخ کو امام نہیں مانتے اِس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ جس فلسفہ کا ہم تعارف کراتے ہیں اس کی ماہیت اور جس زمین و زمان سے ہم اسے ربط دیتے ہیں، اس کے متعلق اپنا طرز تفکر صراحۃ بیان کر دیں، تا کہ ہمارا نظریہ سمجھنے میں اصطلاحی اختلاف سے غلط فہمی نہ ہو سکے۔

(الف) جب انسانیت کا ایک حصہ کسی بڑے قطعۂ زمین میں لمبی مدت تک مل جل کر رہتا ہے اور قدرت اِلٰہیہ اس کی طبعی ترقی کے ساتھ عقلی اور اخلاقی بلندی کا سامان بھی بہم پہنچاتی

www.rahimia.org

ہے یعنی اس میں انبیاء کرامؑ اور اولیاء عظام کے ساتھ اصلح سلاطین اور حکام بھی پیدا ہوتے ہیں، یا حکماء اور شعراء کے ساتھ عدالت شعار بادشاہ اور بلند ہمت سپاہی برسر کار آتے ہیں۔ اس طرح وہ بڑی قوم ترقی کے تمام مدارج طے کرتی ہے۔ اپنی حکومت کا نظام بناتی ہے جس سے ظلم کی بیخ کنی ہو۔ شہر بساتی ہے علم و ہنر پھیلاتی ہے جس سے رفاہیت عامہ کا سامان بہم پہنچتا ہے اس کی ہمسایہ قومیں اس کی رفاقت اور سرپرستی میں اپنی فلاح سمجھتی ہیں اگر اس کی اجتماعی تاریخ کو انسانیت کے عام پسند عقلی افکار و اخلاق پر مرتب کیا جائے تو اسے حکمت الادیان یا فلسفہ تاریخ کہا جائے گا۔

(ب) ہم ہند کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ مسیحی تاریخ کے دوسرے ہزار سے شروع کرتے ہیں ۱۰۰۱ء میں سلطان محمود غزنوی نے ہند کا مشہور قلعہ ''ہنڈ'' فتح کیا اور لاہور کے ہندو راجہ کے نومسلم نواسے کو اس کا حاکم بنایا۔ جس طرح امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے مدائن فتح کر کے سلمان فارسیؓ کو اس کا پہلا حاکم بنایا تھا۔

(ج) ہنڈ دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر اٹک کے قریب واقع ہے۔ اس سرزمین کے عام باشندے پشتو بولتے ہیں، پشتان یا پٹھان ہندوکش سے بحرِ عرب تک ہند کے شمال مغربی پہاڑوں اور میدانوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کابل، غزنی، قندھار، پشاور، کوئٹہ اسکے مشہور شہر ہیں چونکہ علمی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ پشتو بھی کشمیری، پنجابی، سندھی کی طرح سنسکرت کی شاخ ہے اس لیے ہم اس قوم کو ہندوستانی اقوام میں شمار کرتے ہیں۔ اس قوم نے دوابہ گنگ و جمن میں ایک وسیع خطہ کو اپنا وطن (روہیل کھنڈ) بنایا ہے۔

(۲) سلطان محمود غزنوی سے شروع کر کے امیر تیمور کے حملہ تک ہم ہندوستانی تاریخ کا پہلا دور مانتے ہیں اور امیر تیمور سے بہادر شاہ تک دوسرا دور، دوسرے دور میں عالمگیر کے بعد تنزل شروع ہوا عموماً تنزل شروع ہونے کے بعد ہی قوموں کا فلسفہ معین ہوتا ہے، ہمارے امام

www.rahimia.org

الائمہ بھی اسی عہد کے امام الانقلاب ہیں۔

(الف) کسی عقلی یا مذہبی تحریک کو کسی خطہ زمین کی طرف منسوب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مرکز اس سرزمین میں ہو۔

اس لیے ہند کے اسلامی دور میں ہم مسلمانانِ ہند کی کسی تحریک کو اس وقت تک ہندوستانیت سے موصوف نہیں بنا سکتے جب تک اس کا مرکز ہند میں پیدا نہ ہو چکا ہو۔

(ب) امیر المومنین عثمانؓ کے زمانہ میں کابل فتح ہوا اور ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سندھ فتح ہوا مگر اسے ہم خلافت عربیہ کا ایک حصہ مانتے ہیں یہاں ہندوستانیت کا ذکر نہیں ہو سکتا۔

(ج) سلطان محمود غزنوی نے اسلام کے لیے ہندوستانی مرکز کی بنیاد قائم کر دی۔ وہ انہلواڑہ میں اپنا مرکز حکومت منتقل کرنا چاہتے تھے خلیفۃ المسلمین نے سقوطِ بغداد سے تھوڑا عرصہ پہلے دہلی کے حکمران کو سلطانی اختیارات استعمال کرنے کی اجازت دی۔ گویا خلافتِ اسلامیہ کے اندر ہندوستانی مسلمانوں کا اپنا مرکز بن گیا اس دور کے اخیر تک سلاطین دہلی اسلامی خلافت سے کم وبیش تعلق رکھتے رہے ہیں۔

۳۔ امیر تیمور کے حملہ کے بعد ہندوستانی مرکز بیرونی تعلق سے آزاد ہو گیا۔ سکندر لودھی نے غالباً پہلی مستقل حکومت بنائی۔ اس نے آگرہ بسایا ہندوؤں کو فارسی پڑھا کر دفتروں کے کام میں دخیل بنایا اس کے بعد شیر شاہ نے مالی انتظام ہندوؤں کے سپرد کیا جسے اکبر نے درجہ تکمیل تک پہنچایا ہے ہم جلال الدین اکبر کو ہندوستانیت کا موسس نہیں مانتے۔

(الف) اکبر مذہبی عالم نہیں تھا۔ علماء اس کے ساتھ اخیر تک مشیر رہے، ان کی رہنمائی سے اگر اس نے غلطیاں کی ہیں تو ''اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ'' (اس کا گناہ اس پر ہے جس نے اس کا فتویٰ دیا) ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اگر اکبر نہ ہوتا تو عالمگیر جیسا مسلمان بادشاہ ہندوؤں کو

www.rahimia.org

نصیب نہ ہوتا، جس کی نظیر دنیا کے شاہی نظام میں نہیں ملتی ہم عالمگیر کی ہی برکت مانتے ہیں کہ امام ولی اللہؒ جیسا امام ہند میں پیدا ہوا۔

(ب) امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ اکبری دربار کی اصلاح کرتے رہے اور اس میں وہ پورے کامیاب ہوئے آخر میں جہانگیر ان کا اتباع کرنے لگا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ جہاں امام ربانی کے پسندیدہ طریقہ پر حکومت چلاتا رہا اس کے ہوتے ہوئے ہم جانتے ہیں کہ شاہجہاں کا دربار انسانیتِ عامہ کو اسلام کا مرکز نہیں بنا سکا۔

(ج) ہمارا دعویٰ ہے کہ امام ولی اللہؒ شاہجہانی سلطنت سے بہترین نظام کی دعوت دیتے ہیں گویا جس کام کی ابتداء امام ربانی سے ہوئی اس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے امام ولی اللہ کی معرفت کرائی اس طرح ہم امام ولی اللہؒ کو خاتم الحکماء مانتے ہیں۔

۴۔ امام ولی اللہؒ نے اپنے مختلف الہامات کا ذکر کیا ہے ہم ان میں سے ایک حصہ کو خاص ترتیب سے لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(الف) امام ولی اللہؒ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں ایسی تحریک کا امام بنایا ہے جس کا عنوان ہے "فک کل نِظَام" (فیوض الحرمین) کیا یہ انقلاب نہیں ہے؟

(ب) امام ولی اللہؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر ہماری تحریک فوراً کامیاب ہو جاتی تو امام کا خروج اور مسیحؑ کا نزول متاخر ہو جاتا مگر وہ آہستہ آہستہ اپنا اثر دکھلائے گی (تفہیمات) کیا یہ انقلابی پروگرام اس بڑے انقلاب کا قائم مقام نہیں ہے جس کیلیے مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ بھی صدیوں سے انتظار کر رہے ہیں۔

(ج) امام ولی اللہؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہماری اولاد کے پہلے طبقہ میں علم حدیث پھیلے گا اور دوسرے طبقہ میں علم حکمت کی اشاعت ہوگی (تفہیمات) کیا امام عبدالعزیزؒ سے حدیث کا

www.rahimia.org

شیوع نہیں ہوا؟ کیا مولانا رفیع الدین کی تکمیل الاذہان اور مولانا محمد اسماعیل شہید کی عبقات نے حکمت کا نیا اسکول نہیں قائم کر دیا.

(د) امام ولی اللہؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہماری بیٹیوں کی اولاد سے افراد پیدا ہوں گے جو ہمارے بیٹوں کے بعد ہمارا کام مکہ معظّمہ میں بیٹھ کر کرینگے (قول جمیل بحوالہ اتحاف النبلا) کیا الصدر الحمید مولانا محمد اسحاق اور الصدر العمید مولانا محمد یعقوب اس کا مصداق پیدا نہیں ہوئے.

۵۔ امام ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں خلافت کی دو قسمیں بتائی ہیں خلافتِ ظاہرہ، خلافت باطنہ۔

(الف) خلافت باطنہ میں امام ولی اللہؒ حکومت کا وہ درجہ شامل مانتے ہیں جو تعلیم اور دعوت کے زور سے پیدا ہوتی ہے امام ولی اللہؒ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس قسم کی حکومت اسلام نے قرآن عظیم کی دعوت کی تنظیم سے مکہ معظّمہ میں پیدا کر لی تھی اس کا ذکر ''فتح الرحمٰن میں سورہ رعد کے آخر میں اور ''فیوض الحرمین'' میں موجود ہے۔

(ب) امام ولی اللہؒ خلافت ظاہرہ کے لیے محاربہ ضروری قرار دیتے ہیں ملک کا خراج بزور وصول کر کے مستحقین کو پہنچانا، مصارف عامہ میں خرچ کرنا اور عدالت کا نظام بزور قائم کر کے مظلومین کی حمایت کرنا اس کے اہم اجزاء ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ خلافت اسلام کے مدنی دور میں پیدا ہوئی۔

(ج) قول جمیل اور فیوض الحرمین بار بار پڑھنے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ امام ولی اللہؒ اپنے خاندان میں تصوف کا سلسلہ اس لیے قائم کرتے ہیں کہ وہ خلافت باطنہ کے قیام کا وسیلہ بن جائے مولانا شہیدؒ جب امیر شہیدؒ کی فوجی طاقت کا ان کے محاربین سے مقابلہ کرتے ہیں تو امیر شہید کے مبایعین کو سپاہی کا درجہ دیتے ہیں یہ اسی اصطلاح پر منطبق ہو سکتا ہے۔

(د) ہم نے یورپین انقلابی پارٹیوں کے نظام کا کافی مطالعہ کیا ہے اس سے ہمارے

دماغ میں سیاسی پروگرام بنانے اور سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے اگر امام ولی اللہؒ کی خلافتِ باطنہ کے فکر کو آج کے سیاستدانوں کے سامنے ذکر کریں گے تو اسے انقلابی پارٹی کا نام دینگے جو عدم تشدد (نان وائیلنس) کی پابند ہو۔

۶۔امام ولی اللہؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا نے انہیں یوسف علیہ السلام کے قدم پر چلنے کیلیے مفطور (پیدا) کیا ہے۔

(الف) یعنی وہ امتِ محمدیہ میں وہی کام کریں گے جو یوسف علیہ السلام ملتِ اسرائیلیہ میں کر چکے ہیں۔

(ب) ہم جانتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے ایک غیر اسرائیلی بادشاہ سے اختیارات حاصل کر کے اولاد یعقوب کی حکومت کا اساس قائم کر دیا تھا۔اسی یوسفی حکومت کی ایک برکت ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے تیار کر گئی۔

(ج) ہمارا خیال ہے کہ امام ولی اللہؒ اپنے زمانے میں دہلی کے بادشاہوں کو کسریٰ اور قیصر کا نمونہ جانتے تھے اس لیے ان کے سارے نظام کو بدلنا اپنا نصب العین بتلاتے رہے مگر عملی پروگرام فقط داخلی انقلاب سے شروع کیا تھا وہ امراء سلطنت میں اپنا فکر پھیلا کر نظام سلطنت درست کرنا چاہتے تھے۔

(د) نجیب آباد کا مدرسہ اسی لیے حکمت الامام ولی اللہؒ کی درس گاہ بن گیا تھا۔مرہٹوں کی شورش کو وہ احمد شاہ کے ذریعہ سے ختم کرا دیتے ہیں جن حضرات نے ہماری طرح امام ولی اللہؒ کی تحریک کا مطالعہ نہیں کیا جب وہ دیکھتے ہیں کہ امام ولی اللہؒ سلطانی اختیارات میں تبدیلی کی کوئی کوشش نہیں کرتے تو انہیں امام انقلاب ماننے میں تامُّل کرتے ہیں۔

(۷) امام ولی اللہؒ خیر القرون کو شہادتِ عثمانؓ تک جو مبعث سے ۴۸ سال بعد واقع

www.rahimia.org

ہوئی محدود کردیتے ہیں۔(ازالۃ الخفاء)

(الف) اسی زمانہ کو وہ ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُولَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہ (وہی ہے جس نے اپنے رسول کو سیدھی راہ اور سچا دین دے کر بھیجا کہ اس دین کو ہر ایک دین پر غالب کردے) کا مصداق قرار دیتے ہیں۔"اِزالۃُ الخفاء" کے ابتدائی مباحث میں اسی آیت کی تفسیر پورے غور سے پڑھنی چاہیے امام ولی اللہؒ کی حکمت کا یہ مرکزی مسئلہ ہے۔

(ب) امام ولی اللہؒ اس دور کے علمی و عملی کارنامے مسلمانوں کے مشورہ اور اتفاق سے جاری مانتے ہیں (یہ فکر شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتابوں میں بھی ملتا ہے) اسی زمانہ کو وہ نزول قرآن کے مقاصد کا نمونہ مانتے ہیں۔

(ج) امام ولی اللہؒ حجۃ اللہِ البالغہ میں اس دور کو انسان کی نیچرل ترقی کا آخری درجہ ثابت کرتے ہیں۔باب الحاجۃ اِلیٰ دِین تنسیخ الادیان غور سے پڑھنا چاہیے۔

(د) ہمارا خیال ہے کہ اس دور کی علمی اور عملی تاریخ جس قدر امام ولی اللہؒ نے ضبط کردی ہے وہ ہمیں کسی مصنف کی کتاب میں نہیں ملتی اس لیے ہم امام ولی اللہؒ کی کتابیں بیت الحکمۃ میں پڑھانا چاہتے ہیں۔

(ھ) ہم سمجھتے ہیں کہ امام ولی اللہؒ قرآن عظیم کی اس علمی اور عملی تعلیم کو انسانیت عامہ کے لیے انٹرنیشنل انقلابی پروگرام مانتے ہیں اس لیے ہم اس دور میں انھیں اپنا امام مانتے ہیں

(و) اگر کیپٹل کے مصنفین کو انقلاب کا باپ مانا جاتا ہے' تو جس حکیم نے خیر القرون کی انقلابی تاریخ کو ہند کی علمی زبان میں عام عقلی اصول کے مطابق بنا کر ضبط کردیا ہے اسے امام الانقلاب ماننا محض خوش اعتقادی پر مبنی نہیں سمجھا جائیگا' جب کہ اس نے یوسف علیہ السلام کی طرح انقلاب کا راستہ بھی صاف کردیا ہو "خطبۂ محمودیہ"

www.rahimia.org

۸۔امام ولی اللہؒ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہند کے مسلمانوں سے اپنی حکومت قائم کرنے کی طاقت اس وقت افاغنہ کی طرف منتقل ہو چکی ہے (خیر کثیر) ہم جانتے ہیں کہ افاغنہ بھی ہندوستانی اقوام میں سے ایک قوم ہے جس میں ایرانی، ترکی، اسرائیلی، عربی قبائل مخلوط ہو چکے ہیں۔

(الف) ہمارا خیال ہے کہ اسی غرض سے امام عبدالعزیز اپنی انقلابی پارٹی کو افغانوں سے ملانا ضروری سمجھتے ہیں امام عبدالعزیز کے آخری کاموں کا مرکز الامیر الشہید اور مولانا عبدالحیؒ اور مولانا محمد اسماعیل کا اجتماع تھا ان کے لیے افغانستان کی ہجرت کا فیصلہ امام عبدالعزیز نے کیا تھا اگرچہ عمل ان کی وفات کے بعد شروع ہوا۔

(ب) ہمیں معلوم ہے کہ مولانا محمد قاسم کو رسول اللہ ﷺ سے روحانی طور پر معلوم ہوا تھا کہ افغانوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے

(ج) مدرسہ دیوبند اور اس کے متخرجین میں مولانا شیخ الہند کا مقام مخفی نہیں، وہ تخمیناً چالیس برس مدرسہ چلاتے رہے ہیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبند نے جس قدر طالب علم یوپی میں پیدا کیے اس کے بعد اس نے اپنے طالب علم سب سے زیادہ افغانستان اور اس کے دونوں طرف یاغستان اور ترکستان میں پھیلائے ہیں

(د) مولانا شیخ الہند کی خاص تربیت کا نتیجہ تھا کہ ہم کابل میں سات سال حکومت کا اعتماد حاصل کر کے رہ سکے۔ ہمارا خیال ہے کہ جمعیۃ الانصار اور نظارۃ المعارف میں اگر کام نہ کر چکے ہوتے تو ہمارا کابل جانا محض بے کار ہوتا۔ عجب معاملہ ہے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے ہمیں بغیر پروگرام کے کابل جانا پڑتا ہے پھر حکومت افغانی کے توسط سے ہمیں ہدایات مل جاتی ہیں ہم باہر جا کر سمجھ سکے ہیں کہ امام عبدالعزیزؒ سے مولانا شیخ الہند تک ہمارے تمام اکابر ایک سلسلہ میں کام کرتے رہے ہیں۔

www.rahimia.org

سراج الہند امام عبد العزیز دہلویؒ

امام عبدالعزیز ''بستان المحدثین'' میں ''موطا'' کا تذکرہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں حضرۃ شیخنا وقدوتنا فی کل العلوم والامور شیخ ولی اللہ قدس سرہٗ۔ گویا وہ اپنے تمام علمی اجتماعی سیاسی امور میں اپنے والد ماجد کے مقتدی ہیں۔

ا۔ جو انقلاب امام ولی اللہؒ اپنے زمانہ میں خواص سے مکمل کرانا چاہتے تھے، وہ اگر نہیں ہو سکا تو اسی مقصد کو امام عبدالعزیزؒ اپنے حالاتِ زمانہ کے مطابق عوام سے پورا کرنا چاہتے ہیں نصب العین میں کوئی فرق نہیں آیا۔

۲۔ امام ولی اللہؒ کے شروع زمانہ میں یہ خیال صحیح تھا کہ دہلی کی سلطانی حکومت کو تسلیم کر کے امراء کے ذریعہ سے خیر القرون کے نمونہ کا پروگرام جاری کیا جائے مگر امام عبدالعزیز کے زمانہ میں سلطانی حکومت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ داخلی خارجی سارے نظام بدلنے کے سوا کام نہیں چل سکتا تھا۔ اسلیے انہوں نے ہند کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔

(الف) اس کامل انقلاب کے لیے عوام مسلمانوں کو تیار کرنا امام عبدالعزیزؒ کا خاص کارنامہ ہے انہوں نے عوام کو سیدھا مخاطب کرنا شروع کیا۔ ہندوستانی زبان میں علوم دینی کا ترجمہ امام عبدالعزیزؒ کے اصحاب کا کام ہے۔

(ب) امام ولی اللہؒ نے جس قدر تصانیف لکھی تھیں وہ فقط اعلیٰ طبقہ کے کام آتی ہیں ان کے مخاطب یا امراء ہیں یا اعلیٰ درجہ کے اہل علم یا کامل المعرفت صوفیاء اکرام۔ مگر امام عبدالعزیزؒ کشف وعقل کی عام فہم چیزیں نقلی علوم کی تفسیر میں استعمال کرتے ہیں گویا اپنے والد کے علوم کو عوام کی زبان میں لکھتے ہیں تفسیر ''فتح العزیز'' کو ''فتح الرحمٰن'' سے اور ''تحفہ اثناء عشریہ'' کو ''ازالۃ الخفاء'' سے ملا کر پڑھیے۔

www.rahimia.org

(ج) ہمارا خیال ہے کہ الصدر الشہید مولانا محمد اسماعیل، الصدر الحمید مولانا محمد اسحٰق، الصدر العمید مولانا محمد یعقوب بلکہ امامِ اہل العقل مولانا رفیع الدین اور امام اہل النقل مولانا عبدالقادر سے اگر کوئی اجتماعی کام بن پڑا ہے تو اسے امام عبدالعزیزؒ کے نامہ اعمال میں لکھنا چاہیے

(د) الامیر الشہید کے مبایعین سب کے سب ان سے بیعت کرتے ہیں تو امام عبدالعزیز کے طریقہ میں بیعت کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ امام عبدالعزیزؒ کے لیے یہی ایک کمال کفایت کرتا ہے کہ ان کی تربیت سے ہندوستانی مسلمانوں میں سے عوام بھی اپنی سلطنت سنبھالنے کے قابل ہو گئے۔

الصدر الشہید مولانا محمد اسماعیل الدہلویؒ روح الانقلاب

مولانا شہید فرماتے تھے کہ میرا اس سے زیادہ کوئی کمال نہیں کہ میں اپنے دادا کی بات سمجھ کر اسے اپنے موقع پر بٹھا دیتا ہوں.

ا۔(الف):۔عبقات کے پہلے اشارہ میں شیخ اکبر اور امام ربانی کے مسالک وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کا فرق واضح کر کے ہر ایک فکر کے فوائد ضبط کرنے کے بعد امام ولی اللہؒ کو دونوں بزرگوں سے بلند ثابت کیا ہے

(ب)''صراط مستقیم'' میں الامیر الشہید کے مکشوفات اور ملفوظات لکھتے ہیں مگر امام ولی اللہؒ کی اصطلاحات سے تطبیق دینے کے بعد گویا وہ ہر ایک امام کو امام ولی اللہؒ کی میزان پر تولنے کے بعد قبول کرتے ہیں۔

۲۔(الف):۔امام ولی اللہؒ نے خیر القرون کے علوم تحریر کیے ہیں اور خواص کو پڑھایا اس کے بعد امام عبدالعزیزؒ نے خواص کو تعلیم دے کر انھیں عوام کی تعلیم کا واسطہ بنایا۔الصدر الشہید نے ہند کی مرکزی سوسائٹی (دہلی) کو ان علوم سے رنگین بنایا۔

www.rahimia.org

(ب) ہمارا خیال ہے کہ اگر الصدر الشہید کے ساتھیوں کی خدمات مقبول نہ ہوتیں تو امام ولی اللہؒ کے علوم پر دو سو برس بعد بحث کرنا ناممکن ہو جاتا اسی انقلابی روح نے ان علوم کو زندہ کر دیا ہے۔

۳۔ ہمارا خیال ہے کہ الصدر الشہید کو اگر خلافتِ کبریٰ سونپی جاتی تو اسے فاروق اعظمؓ کی طرح چلاتے امیر شہید نے انھیں خدمتِ خلق پر اپنے اسوۂ حسنہ سے لگایا تو وہ گھوڑوں کیلیے گھاس کھودتے تھے۔

۴۔ ان کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میرے ابتدا بالاسلام کا واسطہ بنی ہے اس لیے وہ میرے مُرشد اور امام ہیں۔

امام محمد اسحاق الدہلویؒ الصدر الحمید نائب الامیر الشہید

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں ''مولانا محمد اسحاق دہلوی مہاجرؒ کہ تمام ہندوستان کے علماء محدثین کے استاذ و استاذ زادہ، نواسہ و شاگرد و خلیفہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے ہیں'' (فتاویٰ رشیدیہ)

۱۔ (الف) ایک انقلابی تحریک میں پہلا درجہ ہے سوسائٹی میں انقلاب کیلیے عقلی نظام (فلسفہ) سوچنا اس درجہ کو ہم امام ولی اللہؒ میں منحصر مانتے ہیں

(ب) اس کے بعد دوسرا درجہ اس کے پروپیگنڈے کا ہے پروپیگنڈے کی کامیابی پر پارٹی کا نظام بنتا ہے جو اپنے ممبروں پر حکومت پیدا کرتا ہے (یعنی خلافتِ باطنہ) اس درجہ کو ہم امام عبدالعزیزؒ کا کمال مانتے ہیں

(ج) اس کے بعد تیسرا درجہ دوسری پارٹیوں سے مقابلہ کر کے ان کی مقبوضات فتح کرنا ہے اس سے انقلابی حکومت (خلافتِ ظاہرہ) پیدا ہوتی ہے۔ ہم امام ولی اللہؒ کی تحریک میں یہ

www.rahimia.org

درجہ امیر شہید اور ان کے رفقاء میں محدود کر دیتے ہیں۔

۲۔ پارٹی کا نظام مستقل ہوتا ہے حکومت کبھی بنتی ہے کبھی ٹوٹتی ہے پارٹی کا وجود اس وقت تک سالم مانا جاتا ہے جب تک اس کی اساسی مصلحت قائم کرنے والی جماعت فنا نہیں ہوتی۔

(الف) اس فرق کو واضح کرنے کے لیے ہم نے امیر اور امام کی اصطلاح استعمال کی ہے ہم امام عبدالعزیز کے بعد پارٹی کے نظام کا محافظ امام محمد اسحٰق کو مانتے ہیں اور حکومت میں امیر المومنین السید احمد شہید ہیں اس معاملہ میں امام محمد اسحاق ان کے ایک نائب ہیں

(ب) یورپ کی سیاسی پارٹیوں میں نظام کا محافظ ایک بورڈ ہوتا ہے اسے ڈسپلن یا انضباط کا نام دیا جاتا ہے اس بورڈ کا حکم پارٹی کے سب ممبروں پر نافذ ہوتا ہے اور حکومت چلانا وزراء کا کام ہے ۔اسی انداز پر ہم نے بالاکوٹ میں حکومت کا خاتمہ ایک حد تک مان لیا ہے مگر ہم پارٹی کے نظام کو دہلی میں محفوظ مانتے ہیں۔

(ج) امام محمد اسحٰقؒ نے مکہ معظّمہ ہجرت کر لی۔ بظاہر وہ اپنے کام سے معطل ہو گئے مگر ایسا نہیں سمجھنا چاہیے اگر وہ مکہ معظّمہ میں ہندوستانی کام جاری نہ رکھتے تو کمپنی بہادر ان کی جاگیر کیوں ضبط کرتی اور بمبئی سے ایسے ہندوستانی کیوں بھیجے جاتے جو انھیں وہابی ثابت کر کے حجاز سے نکلوانا چاہتے تھے مگر قدرتی اتفاقات سے وہ بچ گئے ۔اس زمانہ کا شیخ الحرم ایک ہندوستانی مہاجر کا بیٹا تھا اور یہ خاندان شاہ عبدالعزیز کا شاگرد اور مرید ہے اس لیے شیخ الحرم کے توسط سے ترکی حکومت نے اپنے گھر میں ایک طرح نظر بند کر دیا وہ مسجد حرام میں نماز پڑھتے تھے مگر کسی کو پڑھا نہیں سکتے تھے اس قسم کی زندگی ہم کابل میں گزار چکے ہیں اس لیے ہم مکہ معظّمہ میں ان کے ملنے والوں سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں۔

۳۔ الامیر امداد اللہؒ جو دیوبندی جماعت کے امام ہیں امام محمد اسحاقؒ کے خواص اصحاب

میں سے تھے اس سے پارٹی کے نظام کا تسلسل ہم مولانا شیخ الہندؒ تک ثابت کر سکتے ہیں

الصدر العمید مولانا محمد یعقوب الدہلویؒ

وہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ان کے معاون بن کر کام کرتے رہے ہیں۔امام محمد اسحاقؒ کی وفات پر وہی امام عبدالعزیزؒ کی امانت کے محافظ رہے ہیں

۱۔مولانا مظفر حسینؒ ان کے خلیفہ تھے جو مولانا محمد قاسمؒ اور سرسید دونوں کے تسلیم شدہ بزرگ ہیں۔

(الف) نواب صدیق حسن خانؒ نے روایت حدیث کی اجازت مولانا محمد یعقوبؒ سے حاصل کی ہے۔

(ب) الامیر امداداللہؒ نے مولانا محمد قاسمؒ کو صلوٰۃ احسانی کا طریقہ مولانا محمد یعقوبؒ سے تلقین کرایا۔

۲۔ان کی وفات سے پہلے مدرسہ دیوبند کے بانی ان کی امانت سنبھالنے کے لیے تیار ہو چکے تھے یاد رہے کہ مولانا مظفر حسینؒ نے ہی مولانا محمد قاسمؒ کو منبر وعظ پر بٹھلایا تھا۔امام ولی اللہؒ کی تحریک کا مستقل مرکز ان کے اتباع کے ہاتھ میں رہا ہے۔اس سلسلہ میں ایک محدود وقت تک ان کی اولاد بھی مرکزیت کی مالک رہی ہے لیکن ان سے اوّل وآخر اتباع ہی برسرِ کار رہے ہیں امام ولی اللہؒ کی زندگی میں ان کے سب سے بڑے معاون مولانا محمد امین کشمیریؒ اور مولانا محمد عاشق پھلتیؒ تھے انکی اولاد میں امام عبدالعزیز سب سے بڑے ہیں اور سب کے استاذ،امام ولی اللہؒ کی وفات کے وقت وہ بھی اپنی طالب علمی پوری نہیں کر سکے تھے امام عبدالعزیزؒ نے امام ولی اللہؒ کے انہی خلفاء سے اپنی علمی تکمیل کر لی تھی۔

امام عبدالعزیزؒ کے بعد تحریک کا مرکز اگرچہ پھر اتباع میں منتقل ہو گیا مگر اولاد کا دوسرا طبقہ

www.rahimia.org

بھی حصہ دار رہا اس طبقہ کے بعد تحریک کی مرکزیت اتباع کے مختلف احزاب میں تقسیم ہو گئی ہے۔

الامیر الشہید السید احمد قدس اللہ سرہٗ العزیز

امام عبدالعزیزؒ کے بعد اتباع کا جو طبقہ تحریک کے مرکز کا مالک بنا ہے۔ ان کے امام امیر شہید ہیں ان کی قوت کشفیہ نے عوام میں انقلابی لہر پیدا کر دی۔ امام عبدالعزیزؒ کے تیار کردہ علماء کو اور عوام کو ایک پروگرام کا پابند بنانا امیر شہید کا کمال ہے۔ خدمت خلق اور اتباع سنت کے فطری اوصاف نے امامت اور امارت کے اعلیٰ رُتبہ پر پہنچا دیا تھا۔

ا۔ امیر شہید کے ذاتی اوصاف اور کمالات میں ہم انھیں معصوم مان سکتے ہیں ہماری تفتیش میں کئی صدیوں سے ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔

(الف) ہم امام ولی اللہؒ کے علوم میں نقل عقل کشف کے تطابق کو مابہ الامتیاز مانتے ہیں۔ ان سے متقدم شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے علوم میں عقل اور نقل کا تطابق پایا جاتا ہے کشف سے وہ تعرض نہیں کرتے۔

(ب) امام ولی اللہؒ کے بعد اس درجہ کا کامل ہم فقط امام عبدالعزیزؒ کو مانتے ہیں امام عبدالعزیزؒ کے بعد ان کی مثل ہمیں کوئی نظر نہیں آتا جس میں تینوں کمالات جمع ہو گئے ہوں۔

(ج) امام عبدالعزیزؒ کے شاگردوں کے پہلے طبقہ میں امام رفیع الدینؒ عقل و نقل کے جامع ہیں اور امام عبدالقادرؒ کشف و نقل کے جامع، دوسرے طبقہ میں امام مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ عقل و نقل کے اوّل درجہ پر جامع ہیں اور مولانا عبدالحئیؒ عقل و نقل کے دوسرے درجہ پر۔

(د) مولانا عبدالحئیؒ اور مولانا محمد اسماعیلؒ کے قران السعدین کے ساتھ اگر کوئی کشف کا امام بھی مل سکے تو امام ولی اللہؒ کے واحدالی وجود کی دوسری مثال امام عبدالعزیزؒ کے بعد اس اجتماع میں مل سکے گی۔

۲۔ ہمارا یقین ہے کہ امیر شہید اس قدر سلیم الفطرت تھے کہ ان کی قوت کشفیہ ہمیشہ

www.rahimia.org

سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق رہی ہے انھیں خلاف سنت کبھی الہام نہیں دیا گیا۔ انہوں نے کافیہ تک کتابیں پڑھ لی تھیں پھر قرآن عظیم کا ترجمہ اور صحاح کا درس شاہ عبدالقادر سے سنتے رہے اس طرح وہ کشف اور نقل کے جامع بن گئے۔

(الف) جادۂ قویمہ کی حکومت ہند میں پیدا کرنے کا عزم امیر شہید میں فطری تھا اور خدمتِ خلق اُن کا اخلاقی شعار ہے جادۂ قویمہ ''حجۃ اللہ البالغہ اور مسویٰ'' پر عمل کرنے کا نام ہے۔

(ب) امام عبدالعزیزؒ نے الامیر الشہید' کے ساتھ الصدر السعید اور الصدر الشہید' ان تینوں بزرگوں کے مجموعہ کو اپنا قائم مقام بنا کر اپنے متبعین سے ان کا تعارف کرایا ہے جس سے وہ انقلابی سوسائٹی کا مرکز بن گئے یاد رہے کہ اسی سوسائٹی کے ایک رکن الصدر الحمید کو اپنے ساتھ رکھا جو انقلاب کی مرکزی روح کی محافظت کریگا۔

(ج) یوسف زئی کے علاقہ میں پہنچ کر جب امیر شہید امیر المومنین مانے گئے اور ہند میں امام ولی اللہؒ کے اتباع نے اس امارت کو تسلیم کر لیا تو وہ حکومت کے مالک ہو گئے۔

۳۔ حکومت کی مصلحت میں ہماری تحقیق حزب کی آمریت (پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ) تو مان سکتی ہے مگر کسی فرد کے ڈکٹیٹر بننے کو ہم قبول نہیں کر سکتے اسے ہم شاوِرھُم فی الامرُ کے خلاف سمجھتے ہیں اس کی تشریح ابوبکر رازیؒ کے احکام القرآن میں ملے گی۔ ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے بعد اگر کسی کتاب نے ہماری سیاسی بصیرت بڑھائی ہے تو وہ یہی کتاب ہے۔

(الف) ہم اس حکومت کو حکومتِ موقتہ کہتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ لاہور فتح کر کے یہ حکومت دہلی پہنچتی ہے تو مستقل حکومت کا فیصلہ اُس وقت ہو گا یا تو شاہ، دہلی اس انقلابی حکومت کے رئیس کو وزیر اعظم مان لیتا اور ان کی پارٹی پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) بن جاتی دوسری صورت میں یعنی اگر شاہِ دہلی اس حکومت کو تسلیم نہ کرتا تو اسے معزول کر کے اس حکومت کا رئیس ملک کا حاکم ہوتا اور اس کی پارٹی اپنا قانون نافذ کرتی۔

(ب) کیا امام عبدالعزیزؒ کا خلیفہ دہلی کو بھول سکتا ہے جس کو وہ حرمین اور قدس اور نجف کے بعد ساری دنیا سے افضل مانتے ہیں۔

(ج) مقامات طریقت جس سے ''سوانح احمدیہ'' کا مصنف بھی نقل کرتا ہے۔ہم نے مکہ معظمہ میں دیکھی ہے اس میں ایک واقعہ مذکور ہے' مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وکیل نے امیر شہید سے پوچھا کہ اگر مہاراجہ اسلام قبول کرلے تو آپ کی حکومت ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گی۔ امیر شہید نے جواب دیا کہ مہاراجہ بادشاہ ہونگے اور میں اپنی بیٹی اُن سے بیاہ دوں گا۔ محض دینی معاملات میں اُس وقت تک اس کا نائب رہوں گا جب تک وہ شریعت کا حکم چلانا سیکھ لیں (اوکما قال) یہ وہ اساس ہے جس پر ہم امیر شہید کی حکومت کو حکومت موقتہ کہنا جائز سمجھتے ہیں۔

(د) مقامات طریقت میں مذکور ہے کہ امیر شہید کے اصحاب میں سے ایک مجاہد عالم جو پہلے بھی حاکم لاہور سے مل چکا تھا' بالاکوٹ کے معرکہ میں گرفتار ہو کر لاہور آیا حاکم نے اُس مجاہد سے پوچھا اب خلیفہ کہاں ہے؟ اُس عالم نے جواب دیا' میں خلیفہ ہوں۔ہم امام ولی اللہؒ کی تحریک کو مساوات اور جمہوریت کا نمونہ مانتے ہیں اس لیے ہم مسلم اور غیر مسلم سے اُس کا تعارف کراتے ہیں۔

۴۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس وقت کی حکومتیں امیر شہید کی تحریک کو ناکام بنانے میں حصہ لیتی رہی ہیں۔

(الف) یہ حکومتیں حکومت لاہوز سے ساز باز کر کے امیر شہید اور حکومت لاہور کو مصالحت کا موقع نہیں دیتی تھیں۔

(ب) جن مسلمانوں کو امام ولی اللہؒ کی تحریک سے مذہبی مخاصمت ہے جیسے شیعہ اور جُہّال اہل سُنّت ، انکے توسُّط سے امیر شہید کی جماعت میں انتشار پیدا کراتی ہے اس کی بعض مثالیں ہمیں مولانا حمید الدین مرحوم نے بتلائیں۔

(ج) جب ''سوانح احمدیہ'' کے مصنف جیسا فدائی کسی اثر سے امیر شہید کی پوزیشن بیان کرنے میں اوران کے مقصد کی تعیین میں صریح غلط بیانی اختیار کرسکتا ہے تو بعض عرب رہنماؤں کے ذریعہ سے ایسا پروپیگنڈا کیوں ناممکن سمجھا جاتا ہے' جس کے اثر سے تحریک اپنے اصلی مرکز سے منقطع ہوجائے اور جمہور کارندے قبل از وقت بلند پروازی کو اپنا مقصد قرار دیں کیا اِسطرح دوستی کے لباس میں اسے ناکام نہیں بنایا جاتا؟

(د) امیر شہید کی تحریک کو جاہل افاغنہ کے رہنماؤں سے جس قسم کا نقصان پہنچا ہے اُس کے مطالعہ کیلیے سید جمال الدین افغانی کی ''تاریخ افاغنہ'' (عربی) اور امیر حبیب اللہ خان کی لکھوائی ہوئی ''تاریخ افغانستان'' فارسی کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۵۔ (الف) آخر میں ہم دوبارہ امیر شہید کے متعلق اپنا عقیدہ صاف صاف بیان کرتے ہیں ہم امیر شہید کو ایک معصوم امام مان سکتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا شہید انھیں اسی طرح منوانا چاہتے ہیں

(ب) مگر جس وقت ہم انھیں امارت کی ذمہ داری سپرد کرتے ہیں تو اجتماعی غلطیوں کی مسئولیت سے انھیں مبرّا ثابت نہیں کریں گے ورنہ اِس نادر مثال سے تحریک کی آئندہ ترقی میں استفادہ ناممکن ہوجائے گا۔

الامیر ولایت علے صادق پوریؒ کی جماعتِ صادقہ

جب کوئی امیر میدان جنگ میں شہید ہوجائے تو بقیۃ السیف مجاہدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنا امیر انتخاب کریں۔ معرکہ بالاکوٹ کے بعد اس قسم کی امارت مولانا ولایت علی کے خاندان میں منحصر ہوگئی۔

۱۔ ہم اس امارت کو ایک مستقل پارٹی مانتے ہیں، جو امام ولی اللہؒ کی تحریک میں پہلی امارت کی راکھ سے پیدا ہوئی اس پارٹی کی عظمت کا ہم عتراف کرتے ہیں' مگر نہ تو ہم کبھی اس پارٹی

www.rahima.org

کے ممبر بنے اور نہ اس کی دعوت دینا کبھی ہمارا مقصد رہا ہے۔

۲۔(الف) ہم اس پارٹی کے مجاہدین کے ساتھ اُنکے مختلف مرکزوں میں کافی زمانہ تک ملتے رہے ہیں اس پارٹی کے بہت سے راز ہمیں معلوم ہیں مگر وہ ایک امانت ہے ہم اُسے افشا نہیں کر سکتے لیکن اس قدر تصریح میں عیب نہیں کہ ہماری ذہنیت اس اجتماع کا جز و بن کر مطمئن نہیں رہ سکتی۔

(ب) ہمارے دیوبندی رفقاء کو یاغستان میں اور ہمیں وکیل مجاہدینِ سمرقند کے ساتھ کابل میں ساتھ مل کر کام کرنے کا تجربہ ہے ہم لوگ ایک دوسرے کے تعاون وتناصر سے کبھی دست کش نہیں ہوئے۔ لیکن ایک پارٹی کے ممبر سمجھ کر ہمیں کسی نے قبول نہیں کیا، نہ حکومت کابل نے، نہ کسی بیرونی سیاسی جماعت نے۔ یہ وہ اساس ہے جس پر ہم دونوں پارٹیوں کا علیحدہ علیحدہ تعارف کرانا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ ہم اپنا کام آگے نہیں بڑھا سکتے۔

۳۔(الف) نواب صدیق حسن خان نے جس اربعین کا ذکر کیا ہے وہ ہم نے دیکھی ہے وہ خرافات کا مجموعہ ہے اس میں اس قسم کے الفاظ بھی مرفوعاً موجود ہیں کہ امام مہدی ہند کے شمال مغربی کوہستان سے نکلے گا وہ پنجاب کے کسی غیر معروف مطبع میں چھپی ہے اور خاص لوگوں میں تقسیم ہوتی ہے ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت کے امیروں نے اسکی اشاعت ممنوع قرار دے رکھی ہے۔

(ب) غالباً مولانا ولایت علی صاحب نے اپنے ''رسائل تسعہ'' میں امیر شہید کو مہدی متوسط قرار دے کران کی غیبت کا ذکر کیا ہے۔

(ج) امیر ولایت علیؒ کے رفیق مولانا عبدالحق کا ترجمہ سلسلۃ المسجد میں دیکھنا چاہیے کیا نواب صاحب انکی زیدیت یا تشیُّع سے ناواقف ہیں۔ ہم نے ایک رسالہ دیکھا ہے جو شاہی زمانے کی دہلی میں چھپا ہے اس میں مولانا محمد اسحٰقؒ اور سید محمد علی رامپوریؒ کے بعض بیانات بھی موجود ہیں اس میں لکھا ہے کہ امیر شہید نے مولانا عبدالحق کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ وہ رسالہ مکہ

www.rahimia.org

معظّمہ میں مولانا احمد سعیدؒ کے خاندانی کتب خانہ میں موجود ہے اس پر مولانا عبدالغنیؒ کی مہر ہے۔

(د) جب سے اس پارٹی میں امام عبدالعزیزؒ کے طریقے سے انکار کا غلو پھیلا ہے عوام میں ایک طبقہ ائمہ فقہا پر سب وشتم کرنے والا بھی پیدا ہو گیا ہے انہی لوگوں کو چھوٹا رافضی کہا جاتا ہے حاشا وکلا اس پارٹی کے کسی محترم رکن کو اس قسم کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے سرحدی مراکز میں امیروں کو حنفی طریقہ پر نماز پڑھتے دیکھا ہے ہم سے کہا گیا کہ یہ اس خاندان کا متوارث طریقہ ہے۔

الامیر امداد اللہؒ کی دہلوی جماعت

مولانا اسحاقؒ کو ہم ان کے جدامجد کی تحریک کا ایسا امام مانتے ہیں جن کے متعلق الہامی پیشین گوئی اس خاندان میں متوارث ہے یعنی ہم امام محمد اسحاقؒ کو اس تحریک کی علمی اور سیاسی مصلحت کا محافظ مانتے ہیں اور حکومت کا ایک نائب امیر، اس لیے امیر کی شہادت کے بعد وہ ایک امیر بن جائے گا۔

سیاسیات میں اگر کسی جماعت کا امام محمد اسحاقؒ سے تعلق ثابت ہو جائے تو ہم اسے امام ولی اللہؒ کی تحریک میں ایک مستقل پارٹی تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس تفریق کا باعث ہم بنتے ہیں یا ہمارے مقابل۔ یہ بحث دوسرے درجہ کی مانتے ہیں۔

۱۔(الف) الامیر امداد اللہ کا تعلق امام محمد اسحاقؒ سے اوّلاً وآخراً ثابت ہے شروع میں امیر امداد اللہؒ مولانا محمد اسحاقؒ کے مدرسہ میں طالب علمی کرتے رہے۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد اسحاقؒ کے داماد اور خلیفہ مولانا نصیر الدینؒ سے کسب طریقہ کیا۔ یہ وہی مولانا نصیر الدین ہیں جنہیں مجاہدین نے بالاکوٹ میں پہلا امیر بنایا تھا ان کی جگہ پر آگے چل کر مولانا ولایت علی کا خاندان آیا ہے۔

(ب) امام محمد اسحاقؒ جس سال وفات پاتے ہیں اسی سال امیر امداد اللہ حج کے لیے گئے امام محمد اسحٰق نے اپنے طریقہ کی خاص ہدایتیں دے کر انہیں ہند واپس بھیجا یہ بھی روایت ہے کہ انہیں یہ پیشین گوئی بھی سنائی کہ ایسا وقت آئے گا جب تم مکہ معظّمہ میں بیٹھ کر کام کرو گے۔

www.rahimia.org

(ج) امیر امداد اللہ شیخ نور محمد جھنجانویؒ کے خلیفہ ہیں اور وہ شاہ عبدالرحیم افغانیؒ کے، یہ دونوں حضرت امیر شہید کے نامور خلفاء میں سے ہیں شاہ عبدالرحیم تو بالاکوٹ میں شہید ہوئے ہیں۔

(د) الامیر امداد اللہؒ کے رفقاء میں حکم ضیاء الدین رامپوریؒ ہیں جو مولانا شہید کے خواص اصحاب میں تھے ان کا ذکر ''سوانحِ احمدیہ'' میں موجود ہے۔

۲۔ مولانا مملوک علی دہلی کالج کے مدرس تھے۔ دیوبندی تحریک کے اکثر اساتذہ مولانا مملوک علی کے شاگرد ہیں جس سال مولانا محمد اسحاقؒ مکہ معظّمہ پہنچے اسی سال وہ حج کو گئے مولانا محمد یعقوب نے سوانح مولانا محمد قاسمؒ میں کسی خاص مقصد کو ملحوظ رکھ کر اس کا اجمالی ذکر کر دیا ہے۔

(الف) مولانا محمد اسحاقؒ اور مولانا محمد یعقوب کی جاگیر سے جو روپیہ حاصل ہوتا تھا، اُس کا انتظام ایک جماعت کے ہاتھ میں رہا ہے اُس میں مولانا مملوک علی اور مولانا مظفر حسین خاص حیثیت رکھتے تھے۔

(ب) مکہ معظّمہ سے واپس آ کر الامیر امداد اللہؒ بھی اُسی سوسائٹی میں شامل ہو گئے۔

(ج) یہ سوسائٹی مولانا ولایت علی کی جماعت سے علیحدہ مانی جاتی تھی چنانچہ یہ روایت بھی موجود ہے کہ جب مولانا ولایت علی سرحد کو گئے تو مومن خان نے مولانا امداد اللہؒ سے دریافت کیا کہ آپ کی نظر (کشفی) میں انہیں کامیابی ہوتی نظر آتی ہے تو مولانا امداد اللہؒ نے نفی میں جواب دیا اس پر مومن خان خفا ہو گئے مولانا امداد اللہؒ نے معذرت کی کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو ہم کچھ نہ کہتے۔

(د) ان لوگوں کے متبعین کو ہم امام محمد اسحاقؒ کی دہلوی پارٹی کہتے ہیں جس کے رہنما الامیر امداد اللہؒ تھے۔

مولانا شیخ الہندؒ کی دیوبندی جماعت یا مولانا قاسمؒ کے اتباع

سقوط دہلی کے بعد اُس دہلوی پارٹی کے افراد منتشر ہو گئے یہاں تک کہ الامیر امداد اللہؒ مکہ معظّمہ پہنچے اور مولانا محمد قاسمؒ بھی نام بدل کر حج کیلیے نکلے، مولانا محمد یعقوبؒ کے مکتوبات میں

اس سفر کا پورا تذکرہ موجود ہے۔

ا۔ امیر امداد اللہؒ نے مکہ معظّمہ میں فیصلہ کیا کہ امام عبدالعزیزؒ کے مدرسہ کی طرح دہلی سے باہر مدرسہ بنایا جائے اور امام محمد اسحاقؒ کے طریقہ پر نئی جماعت تیار کی جائے۔

(الف) مولانا محمد قاسمؒ نے چند سال محنت کر کے دیوبند میں مدرسہ بنایا۔

(ب) ہم جہاں تک سمجھ سکے ہیں اس جماعت کے اولین مؤسّسِ امیر امداد اللہؒ اور ان کے دو رفیق مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمدؒ ہیں۔ امیر امداد اللہ کے سوا اس اجتماع کے ربط کو زیادہ مضبوط کرنے والے مولانا مملوک علیؒ اور مولانا عبدالغنیؒ بھی ہیں۔

(ج) اس جماعت کے امتیازی اوصاف میں ہم وحدۃ الوجود، حنفی فقہ کا التزام، ترکی خلافت سے اِتصال، تین اُصول معین کر سکتے ہیں' جو اس جماعت کو امیر ولایت علی کی جماعت سے جدا کر دیتے ہیں۔

۲۔ مدرسہ دیوبند کی سالانہ روئداد مسلسل ملتی ہے مولانا محمود حسن کی طالبعلمی اور پھر مدرسی، پھر صدارت اور اپنے مشائخ ثلاثہ کی خلافت، پھر شیخ الہندؒ بننے کے واقعات مشہور و معروف ہیں۔

دیوبند کے ایک نومسلم طالب علم کا مولانا شیخ الہندؒ سے تعلق

ا۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا شیخ الہندؒ سے اپنا تعلق واضح کر دوں۔ غالباً پچاس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ میں نے بتوفیقہٖ تعالیٰ مدرسہ دیوبند کی طالب علمی سے فارغ ہو کر امام ولی اللہؒ کی حکمت و سیاست کے تدریجی مطالعے کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس سارے سفر میں میری رہنمائی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ارشاد سے ہوتی رہی۔

(الف) اس سفر کی پہلی منزل ہم نے سات سال میں طے کی ہے میرا یہ وقت سندھ میں گزرا۔ مولانا محمد قاسمؒ کے نظریات سے شروع کر کے مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ مولانا رفیع الدین

www.rahmia.org

،امام عبدالعزیزؒ کے توسُّط سے امام الائمہ امام ولی اللہؒ کی ''حجۃ اللہ البالغہ'' تک ہم پہنچ گئے۔

(ب) ہمارے دل میں اس کتاب کے مطالب کا آہستہ آہستہ یقین اور پھر یقین میں رسوخ پیدا ہوتا رہا اس سے ہم کتاب وسنت کو اطمینان سے سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ طالب علموں کی کئی جماعتوں کو ہم نے حجۃ اللہ البالغہ پڑھائی۔ اس کے بعد ہمیں موقع ملا کہ حضرت شیخ الہندؒ سے اس کتاب کے بعض اسباق سنے اسی زمانہ میں میں نے مولانا محمد قاسمؒ کا رسالہ ''حجۃ الاسلام'' مولانا شیخ الہند سے سبقاً سبقاً پڑھا۔

(ج) اس میں مبالغہ نہ سمجھا جائے کہ ہمیں حضرت شیخ الہندؒ کے علمی مقام کی حیثیت اس کے بعد کسی قدر نظر آنے لگی وہ بظاہر تو قاسمی سیرت کے نمونہ تھے مگر باطن میں امام ولی اللہؒ کی حکمت کے متبحّر ترجمان نظر آنے لگے۔ دیکھیئے شیخ الہند اپنے ''موضح الفرقان'' کے مقدمہ میں امام ولی اللہؒ کا نام کس کس مزے سے لیتے ہیں، ''حجۃ اللہ علی العالمین شاہ ولی اللہ قدس سرّہٗ۔''

۲۔ ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے اصُول سمجھنے میں ہمارے لیے مولانا محمد قاسمؒ کی کتابیں بہت مفید ثابت ہوئیں۔ ہم نے بچپن میں اسکول میں تعلیم پائی۔ ہماری ذہنیت ریاضی سے بہت مناسبت رکھتی تھی۔ آریہ سماج اور عیسائیوں کے مقابلہ میں مولانا محمد قاسمؒ جو کچھ لکھتے ہیں اور شیعہ کے شبہات کا جس طرح اِزالہ کرتے ہیں۔ اُسے میں خوب سمجھا۔ اس نے میرے ذہن کو عام اہل علم سے علیحدہ ہو کر عقلی مسائل کو محض مولانا محمد قاسمؒ کے طریقہ پر سوچنے کیلیے تیار کر دیا۔

(الف) مولانا محمد قاسمؒ محدود مسائل پر بحث کرتے ہیں اور مجھے قرآن عظیم اور صحاح کی ہر حدیث کو اسی طرح سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس طرح میری پیاس مجھے امام ولی اللہؒ سے مانوس بناتی رہی۔ آہستہ آہستہ انکے مخالف علماء کے نظریات سے انکار بھی پیدا ہونے لگا۔

(ب) مولانا محمد قاسمؒ کے نظریات میں رسوخ کا پہلا فائدہ یہ ملا کہ ''حجۃ اللہ البالغہ''

www.rahmia.org

کے اصول سمجھنے سمجھانے میں ہم نے (۱) سر سید اور اُن کے رفقاء کی تحریریں (۲) مولانا محمد حسین بٹالوی اور ان کی جماعت کی کتابیں (۳) قادیانی تحریک کی تالیفات اپنے سامنے رکھیں۔اس طرح اپنے دیوبندی رفقاء کی طرح اپنے خاص فرقے کے معلومات میں محدود نہیں رہے۔

(ج) ہماری تحقیق میں متکلمین کی یہ جماعتیں دیوبندی اکابر کے سوا امام ولی اللہ کے تمام اصول تسلیم نہیں کرتیں۔اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم دیوبندی جماعت (اتباع مولانا قاسمؒ) کی حکمت اور سیاست کو امام ولی اللہؒ کی حکمت وسیاست کا مقدمہ بناتے ہیں۔

(د) جس قدر عرصہ ہم ہند میں علمی کام کرتے رہے دارالرشاد (سندھ) جمیعۃ الانصار (دیوبند) نظارۃ المعارف دہلی میں ہمارا مرکز حجۃ اللہ البالغہ ہی رہی۔اس کے بعد بیرونی سیاحت کے مختلف مقامات کابل، ماسکو، انقرہ، روما، توران میں بھی ہم نے حجۃ اللہ البالغہ کے عقلی اُصول سے باہر جانا پسند نہیں کیا۔

(ھ) مکہ معظّمہ میں بیٹھ کر ہم نے اپنا پروگرام بنالیا کہ اِن تبدیل شدہ حالات میں ہم کس طرح اپنے مسلک پر قائم رہ سکتے ہیں یورپین فلاسفی اور ہندو فلاسفی کے ماہرین سے ہم امام ولی اللہؒ کا کس طرح تعارف کراسکتے ہیں ہم اس راستہ پر گرتے پڑتے قدم بڑھا رہے ہیں اور اپنی ہرایک غلطی کی اصلاح کیلیے ہروقت آمادہ رہتے ہیں لیکن امام ولی اللہؒ کی حکمت وسیاست کی جو انقلابی روح ہماری سمجھ میں آچکی ہے اس میں ایک زرہ کا فرق بھی برداشت نہیں کرسکتے۔

وَاللّٰہ هُو المسُتعان و آخر دَعوانا اَنِ الحمد للّٰہِ ربّ العالمین

www.rahimia.org

پاکستان میں دین کے تقاضے

جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو عوام الناس کو دین کے حقیقی نظام کے قیام کی بڑی توقع تھی مگر افسوس نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اسلام غالب حیثیت سے محروم ہے۔ اور لوگ جس ظالمانہ سیاسی اور اقتصادی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں اس سے نجات نہیں ملی۔ جس کی ایک بنیادی وجہ ایسے رجال کار کی کمی رہی ہے جو نعرہ بازی کی سیاست کی بجائے غلبہ دین کے مشن کو شعوری طور پر آگے لے جاسکیں۔ کیونکہ یہ دین فلاح انسانیت کے علمبردار ہونے کے ناطے دنیا میں غالب ہونے کیلئے ہی آیا ہے۔

اعلیٰ دینی تعلیمی ادارے کی ضرورت: بنابریں ایک عرصہ سے ایسے تعلیمی ادارے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس میں ایسے رجال کار اور مردان حق تیار کئے جائیں جو دین حق کے تاریخی تسلسل سے گہری وابستگی، علمی رسوخ اور ترقی پسند سوچ کے حامل ہوں، نیز مروجہ نظاموں کا تنقیدی شعور رکھنے والے، قوموں کو اجتماعی زوال سے نکالنے کی حکمت عملی سے واقف، عصری تقاضوں کا ادراک رکھنے والے، معقولیت پسند، اعلیٰ انسانی اخلاق سے آراستہ اور اخلاص وللٰہیت سے سرشار ہوں۔

ادارہ کا قیام: اس مقصد عظیم کیلئے پاکستان کے تاریخی شہر لاہور میں گزشتہ تقریباً دو سال قبل حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ مسند نشین خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی نگرانی اور سرپرستی میں ایک دینی تعلیمی وتربیتی ادارہ ''ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ)'' کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ جس میں قرآنی علوم کی روشنی میں درپیش اجتماعی

www.rahimia.org

مسائل کے حل کیلئے تعلیم و تربیت کا بھر پور اہتمام کیا گیا ہے۔ اور مشائخ ولی اللہی کے اسوۂ طریقت کے مطابق ظاہر و باطن کی تربیت کا نظام قائم کیا گیا ہے۔

ادارہ کے مقاصد: اس ادارہ کے قیام کا مقصد علوم قرآنیہ یعنی شریعت، طریقت اور دینی سیاست کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا ہے۔ اور اس کے لئے اسوۂ حسنہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، علماء ربانیین، مجتہدین اور اولیاء اللہ کی سیرت و کردار کو بطور نمونہ اپنانا ہے۔ بالخصوص امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ قطب العالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ اسرارھم ایسے اولیاء اُمت اور علماء ربانیین اور ان کے جانشین حضرات کے علوم و افکار اور ان کی سیرت و کردار سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

تربیتی سرگرمیوں کا آغاز: مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے ادارہ ہذا میں درج ذیل روحانی، اخلاقی، اجتماعی اور دینی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ جس میں الحمدللہ کثیر تعداد میں احباب پورے ذوق و شوق سے شرکت فرما رہے ہیں۔

مجلس ذکر کا اہتمام: قلوب کی تربیت اور تزکیہ نفس میں ذکر اللہ کی خاص اہمیت ہے۔ اس لئے روزانہ نماز مغرب کے بعد خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا اہتمام ہوتا ہے، جس میں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں سلسلہ رائے پور کے احباب یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں

درس قرآن حکیم: مجلس ذکر کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ درس قرآن حکیم ہوتا ہے، جس میں اکابر اولیاء اللہ، محققین علماء ربانیین کے طرز تفسیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

www.rahmia.org

مختصر طور پر قرآن حکیم کا ترجمہ وتفسیر بیان کیجاتی ہے۔ انسانی معاشرہ کی تشکیل کیلئے قرآن جس بنیادی اخلاق تربیت اور کردار سازی پر توجہ دیتا ہے اسے خاص طور پر اُجاگر کیا جاتا ہے۔

علوم قرآنیہ میں تربیتی کورس: اچھی علمی استعداد رکھنے والے علماء اور گریجویٹ حضرات کیلئے علوم قرآنیہ میں ایک سالہ تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں علوم قرآنیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، سلوک واحسان، قرآنی اصول سیاست، قرآنی اصول معاشیات، قرآنی اصول عمرانیات، دینی فلسفہ اور تاریخ اسلام کی تعلیم وتربیت کا نظم قائم کیا ہے نیز حالات حاضرہ کے تناظر میں قرآنی حکمت عملی کی اہمیت پر شعوری تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

دورہ تفسیر قرآن حکیم: دینی مدارس، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء اور فضلاء کیلئے شعبان اور رمضان کی تعطیلات میں نیز گرمیوں کی سرکاری تعطیلات میں سال میں دو مرتبہ پندرہ سے بیس روزہ دورہ تفسیر قرآن حکیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں پورے قرآن حکیم کے اجمالی مضامین پر عبور کرایا جاتا ہے۔

اساتذہ محاضرین کے تربیتی سیمینارز:

دینی اداروں کے اساتذہ کرام اور محاضرین کی تربیت کیلئے ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے مدرسین علماء کرام، پروفیسر صاحبان اور ممتاز دانشور حضرات شرکت کرتے ہیں اور ہر فن کے منتخب محقق رہنماء اور مشرف ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

عمومی تربیتی سیمینار: ملک میں موجود سلگتے مسائل کے حوالے سے اہم موضوعات پر تربیتی سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں، جس میں حالات حاضرہ کے حوالے سے درپیش مسائل اور مشکلات کا تجزیہ اور دینی حوالے سے ان کا حل دریافت کرنے پر باہم گفتگو ہوتی ہے۔

www.rahimia.org

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کی دستیاب مطبوعات

کتاب	مصنف
دین کے معاشی نظام میں محنت کی قدر و قیمت	مفتی عبدالخالق آزاد
اجتماعی مسائل کا ولی اللہی حل	جناب مقبول عالم (بی اے)
شعوری تقاضے	مولانا شوکت اللہ انصاری
جدوجہد اور نوجوان	شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ
اسلام کا اقتصادی نظام ایک تقابلی جائزہ	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
ولی اللہی تحریک	مولانا سید محمد میاںؒ
امام شاہ عبدالعزیزؒ افکار اور خدمات	مولانا سید محمد میاںؒ
نظام کیا ہے؟	مفتی عبدالخالق آزاد
فرد اور اجتماعیت	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
عبادت و خلافت	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
حضرت مولانا محمد الیاس کا تصور دین	مفتی سعید الرحمٰن
غلبہ دین اور عبادات	چوہدری افضل حق مرحوم
ثناء خداوندی	چوہدری افضل حق مرحوم
جدوجہد آزادی کا راہنما ادارہ	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
دینی تمدن کی تشکیل نو	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
استعماری مظالم اور ملی تقاضے	شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ
شریعت، طریقت اور سیاست	مولانا محمد الیاس دہلویؒ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
قرآنی دعوت انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھیؒ
دین اور حکومت	مولانا سید سلیمان ندوی
تبدیلی نظام کا ولی اللہی نظریہ	مفتی عبدالخالق آزاد
آزادی	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
ولی اللہی نظام فکر کی عصری اہمیت	مولانا بشیر احمد لدھیانوی
دین وحدت	مولانا سید سلیمان ندوی
ولی اللہی جماعت کا انقلابی کردار اور ہماری ذمہ داریاں	مفتی عبدالخالق آزاد
آزاد قومی پالیسی کا خاکہ	مولانا سید محمد میاںؒ
عزیمت (۴)	(ادارہ)
عزیمت (۲)	(ادارہ)
مولانا سندھیؒ کا ایک اہم مکتوب	(ادارہ)
جہاد کیا ہے؟	مولانا سید سلیمان ندوی
شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور ان کے جانشین	مفتی عبدالخالق آزاد
خانقاہ رائے پور	مفتی عبدالخالق آزاد
عزیمت (۳)	(ادارہ)
غلبہ دین اور اس کے اجتماعی تقاضے	مولانا مختار حسن
تقویٰ کیا ہے؟	مولانا عبید اللہ سندھیؒ
دین حق اور برصغیر کا سامراجی نظام تعلیم	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
ترقی کا مادی تصور	مفتی سعید الرحمٰن
عدم تشدد کی حکمت عملی (اسوۂ حسنہ کا ایک مطالعہ)	مفتی سعید الرحمٰن
عزیمت (۵)	(ادارہ)
تبدیلی نظام کیوں اور کیسے	مفتی عبدالخالق آزاد
ولی اللہی فکر کا تاریخی تسلسل	مولانا عبید اللہ سندھیؒ
اسلام اور گروہیت	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
سماجی تبدیلی کی حکمت عملی	مفتی سعید الرحمٰن

پوسٹ بکس نمبر 938 پوسٹ آفس گلگشت ملتان

www.rahimia.org